تصوف: قرآن وحدیث کی روشنی میں

ڈاکٹر بشیر احمد رند، اسسٹنٹ پروفیسر اسلامک کلچر، سندھ یونیورسٹی، جامشورو
ڈاکٹر شازیہ رمضان، اسسٹنٹ پروفیسر علوم اسلامیہ، زرعی یونیورسٹی، فیصل آباد
ڈاکٹر ارشد منیر لغاری، لیکچرار، زرعی کالج، ڈیرہ غازی خان

TASWWUF:IN LIGHT OF QURA'N AND SUNNAH

Bashir Ahmad Rind, PhD
Assist Prof. Isl.Std, Sindh University, Jamshoro

Shazia Ramazan,PhD
Assist Prof. Isl.Std, Agriculture University, Faisalabad

Arshad Muneer Laghari, Ph.D
Lecturer, Agriculture College, Dera Ghazi Khan

Abstract

Tasawwuf stands for inner purification. It leads a person to right path shunning all unhealthy and immoral ways. The practitioners of Tasawwuf are called Sufis. The Sufis emphasize upon loving the Creator, following the holy Prophet (PBUH), purifying inner self, showing tolerance and forbearance and serving humanity. Principals of Tasawwuf are not incompatible to Shar'ia, if so that would be anything else but not Tasawwuf. The true Tasawwuf is what our religions demands of. The article sheds light on Tasawwuf in light of the holy Qur'an and the saying of the holy Prophet (PBUH).

Keywords: تصوف، جبریل، محبت، رابعہ بصریہ، جہنم، بہشت، سندھ، بدبختی، سید سلیمان ندوی، ابو القاسم قشیری

تصوف کا اصل مادہ صوف ہے، جس کا معنی ہے اون۔ اور تصوف کا لغوی معنی ہے اون کا لباس پہننا، جیسے تقمص کا معنی ہے قمیص پہننا (۱) لیکن صوفیا کی اصطلاح میں اس کے معنی ہیں: اپنے اندر کا تزکیہ اور تصفیہ کرنا، یعنی اپنے نفس کو نفسانی کدورتوں اور رزائلِ اخلاق سے پاک وصاف کرنا اور فضائلِ اخلاق سے مزین کرنا۔(۲) صوفیا ایسے لوگوں کو کہا جاتا ہے جو اپنے ظاہر سے زیادہ اپنے باطن کے تزکیہ اور تصفیہ کی طرف توجہ دیتے ہیں اور دوسروں کو اسی کی دعوت دیتے ہیں۔ اب لفظ صوفیا، اپنے لغوی معنی (اون کا لباس پہننے والے) میں استعمال نہیں ہوتا بلکہ ایسے لوگوں کے لئے استعمال ہوتا ہے جو اپنے باطنی تزکیہ وتطہیر کی طرف توجہ دیتے ہیں۔ اور اب یہ لفظ ایسے ہی لوگوں کے لئے لقب کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ لیکن چونکہ ابتدا میں ایسے لوگوں کا اکثر لباس صوف (اون) ہی ہوتا تھا، اس وجہ سے ان پر یہ نام پڑ گیا اگرچہ بعد میں ان کا یہ لباس نہ رہا۔(۳)

تصوف کی اہمیت

حدیث کی کتابوں میں ایک حدیث، حدیثِ جبریل کے نام سے مشہور ہے، اس میں ہے کہ ایک دن جبریل علیہ السلام انسانی شکل میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ سوالات کئے، ان میں سے ایک سوال یہ تھا کہ: احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ: احسان یہ ہے کہ تم خدا کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو، بھلا اگر تم خدا کو دیکھ نہیں رہے ہو تو کم سے کم یہ یقین کر لو کہ وہ تمھیں دیکھ رہا ہے۔(۴)

بندہ کے دل میں اسی احسان کی کیفیت پیدا کرنے کا صوفیا کی زبان میں دوسرا نام تصوف یا سلوک ہے۔ تصوف دراصل بندہ کے دل میں یہی یقین اور اخلاص پیدا کرتا ہے۔ تصوف مذہب سے الگ کوئی چیز نہیں بلکہ مذہب کی روح ہے۔ جس طرح جسم روح کے بغیر مردہ لاش ہے اسی طرح اللہ کی عبادت بغیر اخلاص بے قدر وقیمت ہے۔ تصوف بندہ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ذات کی محبت پیدا کرتا ہے۔ اور خدا کی محبت بندہ کو مجبور کرتی ہے کہ وہ خلقِ خدا کے ساتھ محبت کرے، کیونکہ صوفی کی نظر میں خلقِ خدا، خدا کا عیال ہے۔ اور کسی کے عیال کے ساتھ بھلائی عیال دار کے ساتھ بھلائی شمار ہوتی

ہے۔خدا کی ذات کی محبت بندہ کو خدا کی نافرمانی سے روکتی ہے اور بندگانِ خدا کی محبت بندہ کو ان کے حقوق غصب کرنے سے روکتی ہے۔اس لئے صوفیا حضرات کی زندگی حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پوری طرح ادا کرتے ہوئے گذرتی ہے۔ظاہر ہے کہ جو چیز انسان کو اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار بنائے اور اس کے بندوں کا خیر خواہ بنائے اسکی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔تصوف اور اہلِ تصوف کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے علامہ اقبال نے کہا تھا کہ: ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں میں سے چھ کروڑ (۸۵ فیصد) مسلمان یقیناً اہلِ تصوف کے فیوض و برکات کا نتیجہ ہیں۔(۵)

صوفیا حضرات جن باتوں پر زیادہ زور دیتے ہیں وہ یہ ہیں: اللہ تعالیٰ کی محبت، رسول اللہ ﷺ کی اطاعت، تزکیہ نفس، برداشت اور رواداری، خدمتِ خلق

اب ہم ہر ایک بات کا قرآن وسنت کی روشنی میں تجزیہ کرتے ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کی محبت

صوفیا اپنی تعلیمات میں سب سے زیادہ جس چیز پر زور دیتے ہیں وہ عشق ومحبتِ خداوندی ہے، کیوں کہ محبت ہی ایک ایسی چیز ہے جو محبّ کو اپنے محبوب کی اطاعت پر مجبور کرتی ہے اور اس کی نافرمانی سے روکتی ہے اور محبّ کے دل میں محبوب کی رضا کی خاطر ہر مصیبت وتکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے کی قوت وصلاحیت پیدا کرتی ہے، اور محبت ہی وہ چیز ہے جو محبّ کو مجبور کرتی ہے کہ وہ ایسا عمل کرے جس سے محبوب راضی ہو اور ہر اس عمل وکردار سے باز رہے جس سے محبوب ناراض ہو، چنانچہ صوفیا اگر زہد، تقویٰ، عبادت، ریاضت اور مجاہدے کرتے ہیں تو ان کا مقصد صرف اور صرف خدا کی رضا حاصل کرنا ہوتا ہے۔وہ جنت کے لالچ یا جہنم کے خوف سے خدائی بندگی نہیں کرتے چنانچہ رابعہ بصریہؒ اپنی ایک دعا میں فرماتی ہیں: ''خدایا! اگر میں تیری بندگی جنت کے لیے کرتی ہوں تو مجھے اس سے محروم رکھنا، اگر میں جہنم کے خوف سے تیری عبادت کرتی ہوں تو مجھے اس میں جھونک دینا لیکن اگر میں تیری بندگی تجھے پانے کے لئے کرتی ہوں تو مجھے اپنے آپ سے محروم نہ رکھنا''۔(۶)

فراق و وصل چہ خواہی، رضائے دوست طلب　　　　که حیف باشد ازو غیر ازیں تمنائے

یعنی فراق ووصل کیا ڈھونڈتا ہے، محبوب کی رضا مندی ڈھونڈ کہ محبوب سے محبوب کے سوا کی تمنا، افسوس کی بات ہے۔ (۷)

شبلی تو یہاں تک فرماتے ہیں: الصوفی لا یریٰ فی الدارین مع اللہ غیر اللہ (۸)

یعنی صوفی دونوں جہانوں میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کے علاوہ اور کسی چیز کو نہیں دیکھتا۔

امام ربانی فرماتے ہیں: "مقربین بارگاہ الٰہی (یعنی صوفیا) اگر بہشت چاہتے ہیں تو اس لئے نہیں کہ ان کا مقصد نفس کی لذت ہے بلکہ اس لئے کہ وہ خدا کی رضا کی جگہ ہے، اگر وہ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں تو اس لئے نہیں کہ اس میں رنج والم ہے بلکہ اس لئے کہ وہ خدا کی ناراضی کی جگہ ہے، ورنہ ان کے لیے انعام اور رنج والم دونوں برابر ہیں۔ ان کا اصل مقصود رضائے الٰہی ہے۔(۹)

شاہ بھٹائیؒ فرماتے ہیں:

محبت سندو من ۾ ماڻڪ ٻارج مچ   لڳ ير اچي لڄ نه سودو ٿئي سڦرو (۱۰)

اے موتی جیسے انسان! اپنے اندر میں خدا کی محبت کا الاؤ جلادے، یہ راہ اختیار کرو تو آپ کا لین دین کامیاب ہو۔

عاشق اللّٰہ ويرو نا ر نه وسري   آه ڪريندي ساه ڪڍهن ويندو نڪري۔ (۱۱)

یعنی خدا سے عشق کرنے والے اسے کبھی نہیں بھلاتے، کبھی عشق ومحبت کی آہ بھرتے ہوئے ان کی روحیں پرواز ہو جائیں گی۔

اور یہی بات قرآن وسنت کی تعلیم ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: والذین اٰمنوا أشد حبًا للہ(۱۲)

ایک اور آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: قل إن کان آباؤکم وأبناؤکم وإخوانکم وأزواجکم وعشیرتکم وأموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومساکن ترضونھا أحب إلیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتٰی یأتی اللّٰہ بأمرہ واللّٰہ لا یھدی القوم الفاسقین (۱۳)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: من احب للہ وابغض للہ و اعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان (۱۴)

''جس شخص کا یہ حال ہو کہ وہ اللہ ہی کیلئے محبت کرے اور اللہ ہی کیلئے بغض رکھے اور اللہ ہی کیلئے عطا کرے اور اللہ کے لیے ہی منع کرے تو اس نے اپنے ایمان کو کامل کر لیا''

آپ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے: اللھم اجعل حبک احب الی من نفسی واھلی ومن الماء البارد (۱۵)

''اے اللہ مجھے ایسا کر دے کہ تیری محبت اپنی ذات، اور اپنے اہل وعیال سے اور پیاس کے وقت ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب ہو۔''

اور صوفیا حضرات اسی محبت کو اپنے دل میں اور اپنے مریدین کے دل میں پیدا کرنے کیلئے مجاہدے اور ریاضت کرتے ہیں اور کراتے ہیں۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت

مسلمان صوفیا کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور ان کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کے بغیر معرفتِ خداوندی اور نجات کا حصول ناممکن ہے چنانچہ امام ربانی شیخ احمد سرہندی ایک مکتوب میں لکھتے ہیں: ''اس نعمتِ عظمیٰ یعنی معرفت خداوندی تک پہنچنا سید الاولین والآخرین کی اتباع سے وابستہ ہے، آپ ﷺ کی اتباع کے بغیر فلاح ونجات ناممکن ہے۔''

محال است سعدی کہ راہ صفا　　　　　تواں رفت جز در پے مصطفٰے (۱۶)

یہی بات قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اس طرح ارشاد فرماتے ہیں: قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (۱۷)

اس لئے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت خود خدا کی اطاعت ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (۱۸)

کیوں کہ رسول اکرم ﷺ جو کچھ بولتے ہیں وہ وحی الٰہی ہی ہوتا ہے، چنانچہ ارشاد باری ہے:

وما ینطق عن الھویٰ ، إن ھو إلا وَحي یوحٰی (۱۹)

اس لئے ایک اور آیت میں ارشاد فرمایا:

ما آتا کم الرسول فخذوہ وما نھا کم عنه فانتھوا(۲۰)

آپ ﷺ کے ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کا اس وقت تک ایمان کامل ہی نہیں ہوسکتا جب تک رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہر چیز سے زیادہ محبت نہ کرے اور اپنی ساری خواہشات رسول ﷺ کے فرمان کے تابع نہ بنادے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

لایؤ من أحدکم حتیٰ اکون أحب إلیه من والدہ وولدہ والناس أجمعین (۲۱)

"تم میں سے کوئی بھی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے والدین، اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ مجھے محبوب نہ رکھے۔"

لایؤمن أحکم حتیٰ یکون ھواہ تبعًالما جئت به " (۲۲)

تم میں سے کوئی بھی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہشات میرے لائے ہوئے طریقے کے مطابق نہ ہوں۔

۳۔ تزکیہ نفس

صوفیا حضرات جتنے مجاہدے ریاضات اور عبادات کرتے ہیں یا ان کا اپنے معتقدین کو درس دیتے ہیں ان کا اصل مقصد نفس کا تزکیہ اور تطہیر ہے۔ چنانچہ سندھ کے سدا حیات اور آفاقی شاعر، شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ فرماتے ہیں:

اکر پڑھ الف جو پیا ورق سپ وسار   اندر توں اجاریا پڑھندین کیترا(۲۳)

شاہ صاحب فرماتے ہیں: اے دوست! چاہے ایک حرف "الف" ہی پڑھ لو لیکن اپنے اندر کو پاک و صاف کرلو، اگر اندر کا تزکیہ و تطہیر نہیں کرتے تو زیادہ پڑھنے اور ورق گردانی کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

قرآن مجید اور تزکیہ نفس

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک دعا نقل کی ہے: ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلو علیھم آیاتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم (۲۴)

ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے ظاہر ہے کے کسی نبی کی بعثت، تلاوت آیات، اور تعلیم کتاب وحکمت کا اصل مقصد لوگوں کے اندر کا تزکیہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کی بعثت کے مقاصد بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ھوالذی بعث فی الأمیین رسولاً منھم یتلو علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین (۲۵)

اس آیت سے ظاہر ہے کے نبی کریم ﷺ کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو خدائی آیات سنائیں، ان کا تزکیہ کریں اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیں۔ لیکن غور کیا جائے تو واضح ہوگا کہ نبی پاک ﷺ کی بعثت کا اصل مقصد تزکیہ ہی تھا کیوں کہ تلاوت آیات وتعلیم کتاب وحکمت کا اصل مقصد تو تزکیہ ہی ہے، کیوں کہ اگر تعلیم سے تزکیہ قلب وتطہیر نفس حاصل نہ ہو تو تعلیم وتعلم، درس وتدریس سب فضول ہے۔ جیسا کے بھٹائی صاحب کے مذکورہ شعر سے واضح ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری ہے: قد أفلح من زکھا وقد خاب من دسھا (۲۶)

تصوف جن رذائلِ اخلاق سے اپنے اندر کو پاک کرنے کی تعلیم دیتا ہے وہ ہیں: بدنیتی، ناشکری، جھوٹ، وعدہ خلافی، خیانت، بددیانتی، غیبت وچغلی، بہتان، بدگوئی وبدگمانی، خوشامد وچاپلوسی، بخل وحرص، ظلم، فخر، ریا ونمود اور حرام خوری وغیرہ۔ اور جن چیزوں سے اپنے اندر کو سنوارنے کی تعلیم دیتا ہے وہ یہ ہیں: اخلاصِ نیت، ورع وتقویٰ، دیانت وامانت، عفت وعصمت، رحم وکرم، عدل وانصاف، عفو ودرگذر، حلم وبردباری، تواضع وخاکساری، سخاوت وایثار، خوش کلامی وخودداری، استقامت واستغنا وغیرہ۔ (جیسا کہ ابو القاسم قشیری کی کتاب رسالہ قشیریہ اور علی ہجویری کی کتاب کشف المحجوب اور ابونصر کی کتاب کتاب اللمع اور شاہ عبد اللطیف بھٹائی کی کتاب شاہ جو رسالو سے ظاہر ہے)

اس میں کوئی شک نہیں کے قرآن وسنت کا بیشتر حصہ ان ہی رذائلِ اخلاق سے بچنے اور فضائلِ اخلاق سے اپنے آپ کومزین کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔

سید سلیمان ندوی کی مصنفہ سیرت النبی کی چھٹی جلد میں فضائل ورزائل اخلاق کے ضمن میں سینکڑوں آیات واحادیث ذکر ہوئی ہیں۔ بلکہ اگر صرف ارکانِ اربعہ (چار اہم عبادات، نماز، روزہ، زکوۃ، وحج) پرغور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ قرآن وسنت نے ان کا مقصد ہی تزکیہ نفس وتطہیر قلب بتایا ہے۔

نماز کے بارے میں قرآن مجید فرماتا ہے: إن الصلوة تنهىٰ عن الفحشاء والمنكر (۲۷)

اورآپ ﷺ نے فرمایا، من لم تنهه صلوته عن الفحشاء والمنكر فلا صلوة له (۲۸)

یعنی جس کی نماز اسے بے حیائی اور برے عمل سے نہ روکے اس کی نماز، نماز ہی نہیں۔

روزہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: لعلكم تتقون (۲۹)

آپ ﷺ نے فرمایا: من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة بان يدع طعامه وشرابه (۳۰) یعنی جس نے برے قول اور برے عمل کو نہ چھوڑا اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی خدا کو کوئی ضرورت نہیں۔

زکوۃ کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: خذ من أموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها (۳۱)

یعنی ان کے اموال سے صدقہ (زکوۃ) وصول کریں تا کہ ان کی تطہیر وتزکیہ ہو۔

آپ ﷺ نے زکوۃ وصدقات کا مقصد بتاتے ہوئے فرمایا:

واتقوا الشح فان الشح اهلک من کان قبلکم، حملهم علىٰ ان سفكوا دمائهم واستحلوا محارمهم (۳۲)

"(زکوۃ وصدقات دیا کرو) اور نفس کی کنجوسی وبخل سے اپنے آپ کو بچاؤ کیوں کہ بخل وکنجوسی (نفس کا ایسا رذیل خلق ہے جس) نے تم سے پہلوں کو ہلاک کرڈالا کہ انہوں نے خونریزیاں کیں اور حرام چیزوں کو حلال گردانا"

اس سے صاف ظاہر ہے زکوۃ، صدقات وانفاق فی سبیل اللہ کا اصل مقصد انسان کے اندر کا تزکیہ ہے۔

حج کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فمن فرض فیھن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج (۴۳) و تزودوا فإن خیر الزاد التقوی (۴۴)

آپ ﷺ نے فرمایا: من حج للہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ (۴۵)

یعنی جس نے خدا کی رضا کیلئے حج کیا اور اس میں اپنے آپ کو گناہ اور نافرمانی سے بچایا وہ گناہوں سے ایسے پاک صاف ہوکر لوٹا جیسے کویا اس کی ماں نے آج اسے جنم دیا ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ارکانِ اربعہ کا اصل مقصد تزکیہ و تطہیر قلب ہی ہے، جس کا صوفیا درس دیتے ہیں۔

۴۔ برداشت اور رواداری

صوفیا کرام کا یہ شیوہ رہا ہے کہ وہ اپنے اور پرائے، مسلم اور غیر مسلم، نیک اور بد، موافق اور مخالف سب کے ساتھ برداشت رواداری اور حسن سلوک کا رویہ رکھتے ہیں اور اپنے معتقدین کو بھی اسی چیز کا درس دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت بصریؒ کے بارے میں منقول ہے کہ انہیں اسے کچھ لوگوں نے بتایا کہ فلاں شخص ان کی عیب گوئی کررہا ہے، تو آپ نے بجائے اس پر غصہ کرنے یا انتقام لینے کے بطور تحفہ اس کو تازہ کھجوریں بھیج دیں'' (۳۶)

بندۂ عشق ازخدا گیرد طریق　　　　　می شود بر کافر و مؤمن شفیق (۳۷)

یعنی جو بندہ عشقِ الٰہی میں سرشار ہوتا ہے وہ الٰہی راستے پر چلتا ہے اور (برداشت اور رواداری سے کام لیتے ہوئے) مؤمن و کافر سب پر مہربان ہوتا ہے۔

اس سلسلے میں شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ فرماتے ہیں:

هوچونئي نون م چئو وائان ورئي　　　　　اگ اگرئي جوكري خطا سو كئي

ياند م ياتي ويو كيتي وارو كين كي. (۳۸)

اے دوست! اگر کوئی تمہیں برا بھلا کہے تو پلٹ کر اسے جواب نہ دو (بلکہ برداشت سے کام لو) ایسی باتوں میں جو پہل کرتا ہے وہی خطاکار ہوتا ہے، باطن میں حسد اور کینہ رکھنے والا کچھ حاصل نہیں کرپاتا۔

شاہ صاحب کا یہ شعر صوفیانہ فلسفے اور رواداری کی کتنی بہترین عکاسی کرتا ہے!

اسی تعلیم کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین (۳۹)

مذہبی رواداری کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لکم دینکم ولی دین (۴۰)

کسی کے باطل مذہبی رہنما یا باطل خدا کو بھی برا بھلا کہنے سے روکتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدواً بغیر علم (۴۱)

مذہبی مخالفت کے بنا پر کسی سے بے انصافی کرنے سے روکتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ولا یجرمنکم شنأن قوم علی ألا تعدلوا اعدلوا ھو أقرب للتقویٰ (۴۲)

جو لوگ نبی کریم ﷺ کے خلاف سازشیں کرتے تھے اور جاہلانہ رویے سے پیش آتے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کے ساتھ نرمی کرنے، درگذر کرنے، رواداری اور برداشت سے پیش آنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: خذ العفو وأمر بالمعروف وأعرض عن الجاھلین (۴۳)

"انتقام اور بدلہ لینے والا ذہن مت رکھو کہ یوں کہو کہ: اگر لوگ ہمارے ساتھ اچھائی کریں گے تو ہم بھی ان کے ساتھ اچھائی کریں گے لیکن اگر وہ ہم پر ظلم کریں گے تو ہم بھی ان پر ظلم کریں گے، بلکہ یہ ذہن بناؤ کہ اگر لوگ تمہارے ساتھ اچھائی کریں تو تم ان کے ساتھ اچھائی کرو لیکن اگر وہ تمھارے ساتھ برائی کریں تو تم ان کے ساتھ ظلم مت کرو (بلکہ عدل وانصاف سے کام لو)۔(۴۴)

آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب کرامؓ پر اہل مکہ کے مظالم اور ستم رسانیاں سب کو معلوم ہیں لیکن فتح مکہ کے موقع پر ان پر قابو پانے کے بعد آپ ﷺ نے جس بردباری اور رواداری کا ثبوت دیا انسانی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی، چناں چہ آپ ﷺ نے بیت اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر عام معافی کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا: لا تثریب علیکم الیوم اذھبوا فانتم الطلقاء (۴۵)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ صوفیا کا تحمل اور رواداری کو اپنانا یا اس کی تعلیم دینا سراسر قرآن وسنت سے ماخوذ ہے۔

۴۔خدمتِ خلق

اس وقت دنیا میں "لو اور دو" کا اصول عوام الناس کی فطرت کا لازمی حصہ بن چکا ہے، کوئی شخص کسی کے ساتھ حسن سلوک کرنے سے پہلے یہ سوچتا ہے کہ اسے بدلے میں کیا ملے گا، جب تک یہ امید نہ ہو، اس وقت تک کوئی قدم نیکی کی طرف نہیں اٹھتا اور نہ کسی اور کی تکلیف کا احساس ہوتا ہے۔

خودغرضی اور نفس پرستی کے اس جذبے کے برعکس صوفیا کرام عوام الناس میں یہ روح پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ ذاتی مفاد سے بالاتر ہو کر انسانیت کو فائدہ پہنچایا جائے۔صوفیا کے ہاں خلقِ خدا کی خدمت سے بڑھ کر کوئی نیکی کا عمل نہیں۔ چنانچہ شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں:

دل بدست آور کہ حج اکبری است

"لوگوں کو فائدہ پہنچا کر ان کا دل خوش کرو کہ یہ حج اکبری ہے"

طریقت بجز خدمتِ خلق نیست　　　بتسبیح وسجادہ ودلق نیست(۴۶)

"طریقت خدمتِ خلق کے علاوہ اور کسی چیز کا نام نہیں، تسبیح، وجائے نماز اور گدڑی کا نام نہیں"

سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاءؒ فرماتے ہیں:

"قیامت کے بازار میں کوئی اسباب اس قدر قیمتی نہ ہوگا جس قدر دلوں کو راحت پہنچانا"(۴۷)

اور ان حضرات کے ہاں خلق آزاری سے بڑھ کر کوئی جرم کا عمل نہیں، چنانچہ حافظ شیرازی فرماتے ہیں:

مباش در پے آزار وہرچہ خواہی کن
کہ در طریقتِ ما بیش ازیں گناہے نیست(۴۸)

"خدا کی خلق کی اذیت کے درپے مت پڑو، باقی جو چاہو کرو، کیوں کہ ہم صوفیا کے طریقے میں خلق آزاری سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں۔"

اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ خلقِ خدا کو خدا کا کنبہ سمجھتے ہیں، اس لیے خلقِ خدا کی خدمت کو خدا کی خدمت اور خلق خدا کی اذیت کو خدا کو اذیت پہنچانے کے برابر سمجھتے ہیں۔مولانا حالی کہتے ہیں:

یہ پہلا سبق تھا کتاب ہدیٰ کا　　　کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا۔(۴۹)

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ صوفیا انسانیت سے کتنی محبت کرتے ہیں اور ان کی راحت رسانی کی کتنی فکر کرتے ہیں، اور ان کے ہاں خلق آزاری کتنا بڑا جرم ہے! قرآن مجید مؤمنین کی خصوصی صفات یوں بیان کرتا ہے: ویؤثرون علیٰ انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ(۵۰)

دوسری جگہ پر ارشاد باری ہے: ویطعمون الطعام علیٰ حبہ مسکینًا ویتیمًا و اسیرًا، انما نطعمکم لوجہ اللّٰہ لانرید منکم جزاءً ا ولا شکورًا (۵۱)

مطلب کہ مؤمنین کسی کے ساتھ بھلائی کرتے وقت یہ نہیں دیکھتے کہ انہیں بدلے میں کیا ملے گا، وہ تو صرف خدا کی رضا کی خاطر خدا کی مخلوق کی خدمت کرتے ہیں۔

آپ ﷺ نے خلق خدا کی خدمت پر ابھارنے کے لئے مختلف طریقوں سے ترغیب دی ہے، ایک موقع پر فرمایا: "بیواؤں اور یتیموں کی مدد کرنے والا (خدا کے ہاں) ایسا ہے جیسے مجاھد فی سبیل اللہ، اور یہ بھی فرمایا کہ اس کو وہ اجر ملے گا جو ساری رات جاگ کر عبادت کرتا ہو اور جو ہمیشہ روزے رکھتا ہو۔" (۵۲)

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: "ایک دوسرے کے ساتھ رحم، محبت اور نرمی کرنے کے لحاظ سے تم دیکھو گے کہ مؤمن ایک جسم کی طرح ہیں، جسم کا جب کوئی ایک عضو تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو سارا جسم بے خوابی اور بخار میں مبتلا ہوجاتا ہے۔" (۵۳)

ایک اور روایت میں فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! کوئی بندہ اس وقت تک کامل مؤمن ہو ہی نہیں سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے وہ چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔" (۵۴)

ظاہر ہے کہ ہر کوئی اپنے ساتھ اچھائی اور نیکی چاہتا ہے اور اپنے ساتھ کبھی بھی برائی یا بدسلوکی پسند نہیں کرتا اسی طرح ایک مؤمن سب کی بھلائی چاہتا ہے اور کسی کی برائی نہیں چاہتا۔

مذکورہ بحث سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ تصوف اور صوفیا کی تعلیم دراصل قرآن وسنت کا نچوڑ اور اس کی عملی صورت ہے۔

مذکورہ بالا بحث سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

۔تصوف عشق اور محبت خداوندی کا درس دیتا ہے

۔تصوف اطاعتِ رسول ﷺ پر ابھارتا ہے اور تصوف کی نظر میں اطاعتِ رسول کے بغیر خدا کی رضا کا حصول ناممکن ہے۔

۔تصوف اپنے آپ کو فضائلِ اخلاق سے مزین کرنے اور رذائلِ اخلاق سے پاک کرنے کا درس دیتا ہے

۔تصوف خلقِ خدا کی محبت اور اس کی خدمت کی تلقین کرتا ہے اور مخلوق کی کمی کوتاہیوں کو درگذر کرنے اور ان سے حسنِ خلق رکھنے کا سبق دیتا ہے اور صوفیا کی نظر میں خلق آزاری سے بڑا کوئی گناہ نہیں۔

۔تصوف دوست اور دشمن اپنے اور پرائے کے فرق کے بغیر سب کے ساتھ رواداری اور برداشت کا درس دیتا ہے۔

۔ اسلامی تصوف دراصل قرآن وسنت کا نچوڑ اور اسلامی تعلیمات کی روح اور اس کی عملی صورت کا نام ہے۔

☆☆☆☆☆

مصادر ومراجع

(۱) ہجویری، ابوالحسن سید علی بن عثمان: کشف المحجوب، اردو ترجمہ عبدالرحمن طارق، لاہور، ادارہ اسلامیات، طبع اول ۲۰۰۵ع، ص ۴۱۲

(۲) چشتی، پروفیسر یوسف سلیم: تاریخ تصوف، لاہور، دارالکتاب، طبع اول ۲۰۰۹ع، ص ۱۱۵

(۳) القشیری، ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن: الرسالۃ القشیریۃ ترجمہ محمد عبدالنصیر العلوی، لاہور مکتبہ رحمانیہ ص ۴۱۲

(۴) البخاری، محمد بن اسمٰعیل: صحیح البخاری، الریاض، دارالسلام للنشر والتوزیع، طبع دوم ۱۹۹۹ ص ۱۲ حدیث ۵۰

(۵) جتوئی، حافظ محمد موسیٰ: تصوف واہلِ تصوف، سندھ نیشنل اکیڈمی ٹرسٹ حیدرآباد ص ۱۱۵

(۶) مرزا قلیچ بیگ: مقالات الاولیاء، سندھ پرنٹنگ پریس، نوشہری دروازہ شکارپور ۱۹۲۷ع ص ۱۵

(۷) مولانا محمد زکریا: شریعت وطریقت کا تلازم، طبع اول ۱۹۹۳ع، ص ۱۰۲

(۸) کشف المحجوب ص ۲۷

(۹) امام ربانی، مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی: مکتوبات امام ربانی، کراچی دارالاشاعت، طبع اول ۲۰۰۲ع، مکتوب ۳۵ جلد اول ص ۱۹۱

(۱۰) بھٹائی، شاہ عبداللطیف: شاہ جو رسالو، مرتب کلیان آڈوانی، روشنی پبلیکیشن کنڈیارو طبع اول، ۱۹۹۷ع

سُر سریراگ، داستان اول ص۱۱۴

(۱۱) شاہ جو رسالو، سُر یمن کلیان داستان ۷ ص۹۴ (۱۲) سورہ بقرہ: ۱۲۵ (۱۳) توبہ: ۲۴

(۱۴) الخطیب محمد بن عبداللہ: ''مشکوٰۃ المصابیح'' کراچی قدیمی کتب خانہ ص۱۴ (۱۵) ایضاً ص۲۲۰

(۱۶) شیخ احمد سرہندی: مکتوبات، مکتوب ۷۸، ج اول، ص۲۷۹ (۱۷) آل عمران: ۳۱

(۱۸) النساء: ۸۰ (۱۹) النجم: ۳، ۴ (۲۰) الحشر: ۷

(۲۱) صحیح بخاری، کتاب الایمان ص۶، حدیث ۱۵ ،القشیری ابوالحسین مسلم بن حجاج: صحیح مسلم، الریاض،

دارالسلام للنشر التوزیع، طبع دوم، ۲۰۰۰ع ص۴۱ حدیث ۱۲۹

(۲۲) مشکوٰۃ المصابیح ص۳۰ (۲۳) شاہ جو رسالو: سُر یمن کلیان ص۹۰ (۲۴) بقرہ: ۱۲۹

(۲۵) الجمعہ آیۃ: ۲ (۲۶) القصص: ۹، ۱۰ (۲۷) العنکبوت: ۴۵

(۲۸) ابن ابی حاتم بحوالہ تفہیم القرآن، سید ابوالاعلیٰ مودودی، لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، طبع ۴۴، ۲۰۰۷

ع، ج ۳ ص۷۰۷ (۲۹) بقرہ: ۱۸۳

(۳۰) ابوعیسیٰ: جامع ترمذی، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، طبع اول ۱۹۹۹ء حدیث ۷۰۷

(۳۱) توبہ: ۱۰۳ (۳۲) صحیح مسلم بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ج اول ص۱۲۴ (۳۳) بقرہ: ۱۹۷

(۳۴) بقرہ: ۱۹۷ (۳۵) صحیح بخاری، کتاب الحج، حدیث ۱۵۲۱، صحیح مسلم کتاب الحج حدیث ۳۲۹۱

(۳۶) عطار، شیخ فرید الدین: تذکرۃ الاولیاء مشتاق بک کارنر لاہور، ص۲۶

(۳۷) علامہ اقبال بحوالہ تاریخ تصوف ص۴۲ (۳۸) شاہ جو رسالو: سُر یمن کلیان، داستان ۸، ص۹۸

(۳۹) آل عمران: ۱۳۴ (۴۰) الکافرون: ۲ (۴۱) الانعام: ۱۰۸ (۴۲) مائدہ: ۸

(۴۳) الاعراف: ۱۹۹ (۴۴) مشکوٰۃ المصابیح ص۴۳۵

(۴۵) ندوی سید سلیمان: ''سیرت النبی ﷺ'' کراچی، دارالاشاعت ۱۹۸۵ ص۳۰۰

(۴۶) بحوالہ تاریخ تصوف ص۱۴۴ (۴۷) ایضاً ص۱۴۵ (۴۸) ایضاً ص۳۲ (۴۹) ایضاً ص۳۲

(۵۰) الحشر: ۹ (۵۱) الدھر: ۸، ۹ (۵۲) مشکوٰۃ المصابیح: ص۴۲۲ (۵۳) ایضاً ص۴۲۲

(۵۴) صحیح البخاری، ص۵، حدیث ۱۳